روزنامہ
الفضل
ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۴/۳۹ | منگل ۲۴ شوال ۱۴۰۹ھ :: ۳۰ ہجرت ۱۳۶۸ھش :: ۳۰ مئی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

سیدنا و امامنا محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت قیام فرما ہیں۔ حضور انور دن رات اہم خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں اور احمدیت کی دوسری صدی کے پہلے سال کی تاریخ ساز سرگرمیوں میں ہمہ تن متوجہ ہیں۔

احباب کرام خصوصی توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل و رحم سے جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر لمحہ اپنی تائید سے نوازتا رہے۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دعائیں خطا جاتی ہیں اور ان کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا اُن کا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی ان کی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے! یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو تو اسباب تقدیر علاج پورے طور پر میسّر آجاتے ہیں اور جسم کی حالت بھی ایسے درجے پر ہوتی ہے کہ وہ اُن سے نفع اٹھانے پر مستعد ہو تب دوا نشانہ کیطرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دعا کا بھی ہے۔ یعنی دعا کے لئے بھی تمام اسباب و شرائطِ قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادۂ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلۂ مؤثرات اور متاثرات میں باندھ رکھا ہے۔"

"یہ بھی یاد رہے کہ دعا کرنے میں صرف تضرّع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کے لئے اسبات کا حاصل ہونا خلافِ مصلحتِ الٰہی بھی نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات دعا میں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتی ہیں مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لئے خلافِ مصلحت الٰہی ہوتی ہے اور اس کے پورا کرنے میں خیر نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رونے سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دے یا ایک زہر جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس کو کھلا دے تو یہ سوال اس بچہ کا ہرگز اس کی ماں پورا نہ کرے گی۔ اور اگر پورا کر دیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن کوئی عضو اس کا بے کار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اس احمق والدہ کا سخت شاکی ہوگا اور بجز اس کے اور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں اس وقت تک دعا کو دعا نہیں کہہ سکتے اور جب تک کسی دعا میں پوری روحانیت داخل نہ ہو اور جس کے لئے دعا کی گئی اور جو دعا کرتا ہے ان میں استعدادِ قریبہ پیدا نہ ہو تب تک توقع اثر دعا اُمیدِ موہوم ہے۔ اور جب تک ارادۂ الٰہی قبولیتِ دعا کے متعلق نہیں ہوتا۔ تب تک یہ تمام شرائط جمع نہیں ہوتیں اور ہمنیں پوری توجہ سے قاصر رہتی ہیں۔"

(برکات الدعا ص ۱۴،۱۵)

جو لوگ طلب کرتے ہیں وہی پاتے ہیں اور جو ڈھونڈتے ہیں انہیں کو ملتا ہے (حضرت اقدس)

میری بھانجی عزیزہ مقبول بیگم زوجہ چوہدری سلیم احمد انجینئر ساکن رفاہ عام سوسائٹی کراچی عرصہ سے بیمار چل آرہی ہیں اور داخل ہسپتال بھی رہی ہیں۔ عزیزہ خدا کے فضل سے نہایت نیک اور مخلص احمدی ہیں۔ اور اپنے حلقہ کی صدر لجنہ اماء اللہ ہیں۔ خاکسار ان کی صحت کاملہ کے لئے احباب جماعت سے درخواست دعا کرتا ہے۔

عبدالعزیز عامر

بی۔ اے / بی۔ ایس۔ سی فائنل کے امتحانات شروع ہو رہے ہیں۔ بزرگان سلسلہ و دیگر احبابِ کرام کی خدمت میں تمام احمدی طلباء کی اعلیٰ کامیابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

نور احمد
(دار الصدر جنوبی۔ ربوہ)

★ شاہ تاج شوگر ملز کی جماعت کے صدر محترم چوہدری محمود احمد صاحب خالد کی دختر نائقہ محمود نے پانچویں جماعت کے امتحان میں تحصیل پھالیہ بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے اور وظیفہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔

عاجز کے بیٹے محمد نسیم تبسم مربی سلسلہ حال سیرالیون کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۷ اپریل ۱۹۸۹ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود حضرت مولانا محمد حسین صاحب مربی سلسلہ (رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کا پڑپوتا اور منشی سردار محمد صاحب (سابق کاتب الفضل) کا نواسہ ہے۔ اور وقفِ نو میں بھی شامل ہے۔ جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے۔ خادمِ دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

محمد سعید
کارکن دفتر وصیت۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۰ ہجرت ۱۳۶۸ ہش ۳۰ مئی ۱۹۸۹ء

امر الٰہی اور اذن

ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دعا پر بہت زور دیا ہے حتیٰ کہ یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے۔ حضور اقدس نے خود گڑگڑا کر اللہ تعالےٰ سے دعائیں کیں اور ان کی قبولیت کے نشان دیکھے لیکن دعا کے ساتھ حضور نے ایک اور بات بھی بیان فرمائی ہے۔ جو دعا کے لئے .. یا یوں کہیئے کہ دعا کی قبولیت کے لئے۔ بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور وہ ہے " اللہ تعالےٰ کی مرضی اور امر" حضور فرماتے ہیں " میں نے دعا کی ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ نری دعائیں کچھ نہیں کر سکتیں جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی اور امر نہ ہو۔ دیکھو اہل حاجت لوگوں کو کس قدر تکالیف ہوتی ہیں مگر حاکم کے ذرا کہہ دینے اور توجہ کرنے سے وہ دور ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے امر سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔ میں دعا کی قبولیت کو اس وقت محسوس کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر اور اذن ہو"

انسان کا فرض ہے کہ دعا کرے اور کرتا ہی رہے۔ اور معاملہ خدا تعالےٰ پر چھوڑ دے۔ وہ حاکم ہے اور حکیم ہے حاکم ہے تو اس کی مرضی ہے جب چاہے دعا قبول کرے یہ نہیں کہ ادھر کہا اور ادھر ہو گیا۔ اور حکیم ہے تو فی الواقعہ اسے دعا اس وقت قبول کرنی چاہیئے جب ہمارے لئے مفید ہو۔ وہ تو عالم الغیب ہے۔ ہمیں یہ بھی پتہ نہیں کہ اگلے لمحہ کیا ہونے والا ہے۔ جب اس کی حکمت تقاضا کرے گی اسی وقت دعا قبول کرے گا تاکہ دعا کرنے والے کو اس سے فائدہ پہنچے نہ کہ نقصان۔

جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اس کی تو ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں یا فلاں شخص کی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں تو اس کو یہ رنگ تو دیا جا سکتا ہے کہ جو دعا کا فلسفہ ہے اس کے مطابق ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں لیکن یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ کوئی ایسا شخص بھی ہے کہ ادھر اس نے دعا مانگی اور ادھر قبول ہو گئی۔ اس طرح تو گویا وہ خود حاکم ہوا اور اللہ تعالیٰ محکوم۔ یہ ہرگز ممکن نہیں ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم صرف دعا کریں لیکن اللہ تعالےٰ کے امر اور اذن کا بھی انتظار کریں۔

دن رات سفر میں ہوں لکھوں میں تو لکھوں کیا
غیروں کی نظر میں ہوں لکھوں میں تو لکھوں کیا
الفاظ ہیں قرطاس و قلم کے لئے بے تاب
میں چپ کے نگر میں ہوں لکھوں میں تو لکھوں کیا

——— ابوالاقبال

چراغوں کی لووں کو شامِ غم تم دیکھتے رہنا
نہ ہو مقدار خوں کی اِن میں کم تم دیکھتے رہنا

ہر اِک کانٹے کی اپنے آبلوں سے پیاس بجھنے دو
فضا صحرا کی ہو ہر وقت نم تم دیکھتے رہنا

مری پرواز کے پَر کاٹنے والوں سے یہ کہدو
فلک تک میں اُڑوں گا میرا دم تم دیکھتے رہنا

اٹھاؤ ہاتھ مجھ پر اور اپنا ہاتھ کٹوا لو
ستمگر پر ہی پلٹے گا ستم تم دیکھتے رہنا

مری آہیں بچا لیتی ہیں مجھ کو ڈھال کی صورت
میرے اشکوں سے دُھل جائیں گے غم تم دیکھتے رہنا

خدا کا نام لے کر جو اٹھے ناکام کیوں ہو گا
میرا ساغر بنے گا جامِ جم تم دیکھتے رہنا

سمندر پار سے بھی سُن رہا ہوں اِنکی آوازیں
بڑھے گا اور بھی ان کا کرم تم دیکھتے رہنا

مرے رقصِ مسرت پر کوئی بھی معترض کیوں ہو
خدا بن جائے گا میرا صنم تم دیکھتے رہنا

مجھے ضد ہے کہ راہِ راست میرا راستہ ہو گا
ہر اک کج رَو میں ہوں گے پیچ و خم تم دیکھتے رہنا

پرندوں کا چہکنا تو کھلے موسم کی باتیں ہیں
نسیمؔ اُمڈے گا اب ابرِ کرم تم دیکھتے رہنا

——— نسیم سیفی ———

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔
(ازالہ اوہام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالمی عدالتِ انصاف

— میں —

پاکستان کی نمائندگی

قسط ۱

از مکرم ڈاکٹر فضل الرحمان بشیر ایم بی بی ایس لاہور

عالمی عدالت انصاف میں جنوبی ایشیا کی سیٹ پر جو پچھلے سال دسمبر میں بھارتی جج پروفیسر ڈاکٹر ناگندر سنگھ کی وفات سے خالی ہوئی تھی ۱۸۔ اپریل بروز منگل نیا انتخاب عمل میں آیا۔ ملک کے قانونی و سیاسی حلقوں میں الیکشن کے نتائج کے سلسلہ میں خاصی دلچسپی پائی جاتی تھی۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج جناب جسٹس دراب پٹیل کی نامزدگی کو جہاں ایک طرف ان کی پیشہ ورانہ اعلیٰ مہارت اور انسانی حقوق کے سلسلہ میں ان کی خدمات کو سراہا گیا وہاں ان کے ناقدین نے مخصوص مذہبی اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے انہیں ہدف تنقید بنایا

یہ پہلا موقع نہیں کہ عالمی عدالت کے انتخاب کے سلسلہ میں پاکستانی امیدوار کی نامزدگی ہوئی ہو۔ بلکہ اس سے قبل بھی ایشیائی سیٹ کے لئے پاکستان اس میں حصہ لیتا رہا ہے۔ پیشتر اس کے کہ اس بارہ میں کچھ لکھا جائے مناسب ہوگا کہ عالمی عدالت انصاف کے بارہ میں ضروری معلومات قارئین کی خدمت میں پیش کی جائیں۔

عالمی عدالت انصاف مختصر تاریخ

اگرچہ عالمی عدالتِ انصاف کا قیام دوسری جنگ عظیم کے بعد اقوام متحدہ کے وجود میں آنے سے عمل میں آیا لیکن اس ادارے کے قیام کی حقیقی کوششیں ایک لمبا عرصہ قبل شروع کر دی گئیں تھیں۔ بین الاقوامی جھگڑوں کے مستقل اور پائیدار حل کے لئے متعدد امن کانفرنسیں منعقد کی گئیں جن میں ہیگ (ہالینڈ) میں ہونے والی ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۷ء کی امن کانفرنسوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ۱۹۰۷ء کی کانفرنس میں ایک عالمی عدالت انصاف کی تجویز پر سنجیدگی سے غور کیا گیا۔ اور اسے قابل عمل بنانے کے لئے کوششوں کا آغاز کیا گیا پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں "لیگ آف نیشنز" کا قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے کے ۲۶ انکاتی منشور میں عالمی عدالت کے قیام کی منظوری دی گئی۔ چنانچہ آرٹیکل نمبر ۱۴ کے تحت لیگ کی کونسل نے جج صاحبان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جس کے ذمہ عدالت کی تشکیل کے سلسلہ میں حتمی تجاویز مرتب کرنا تھا۔ چنانچہ مخلصانہ کوششوں کے بعد ستمبر ۱۹۲۱ء کو "ایک پرمانینٹ کورٹ آف انٹرنیشنل جسٹس" کا قیام عمل میں آگیا۔ یہ عدالت اپنے قواعد اور ضوابط کے تحت کام کرتی رہی۔ تاوقتیکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد "لیگ آف نیشنز" کو ختم کر دیا گیا۔ اور مسٹر چرچل، روزویلٹ اور سٹالن کی کوششوں سے ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اقوام متحدہ وجود میں آئی۔ اسی طرح عالمی عدالت انصاف (جو کہ اقوام متحدہ کا ایک ذیلی ادارہ ہے) کے قیام کے ساتھ ہی "پرمانینٹ کورٹ آف انٹرنیشنل جسٹس" کو بھی ختم کر دیا گیا۔ عالمی عدالت انصاف کا قیام اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل نمبر ۹۲ کے تحت عمل میں لایا گیا۔ عدالت عالیہ کا پہلا باقاعدہ اجلاس ہیگ (ہالینڈ) میں ۶ فروری ۱۹۴۶ء کو ہوا۔

تعارف

عدالت ۱۵ جج صاحبان پر مشتمل ہے ان آسامیوں کو جغرافیائی لحاظ سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاہم ایک ہی قوم کے دو جج کورٹ میں مقرر نہیں ہو سکتے۔ موجودہ صورت حال کے مطابق یورپ سے چھ جج، ساؤتھ امریکہ سے دو جج، شمالی امریکہ سے ایک جج، افریقہ سے تین جج، مشرق وسطیٰ سے ایک جج، اور ایشیا سے دو جج، ایشیا کے لئے دو نشستیں ۱۹۷۰ء کو وجود میں آئیں۔ اس سے پہلے ایشیا کے لئے صرف ایک ہی نشست مخصوص تھی۔ عدالت کا صدر دفتر ہیگ (ہالینڈ) میں ہے۔ لیکن عدالت اپنے اجلاس کسی اور جگہ بھی منعقد کر سکتی ہے۔ عدالت کے ۱۵ جج صاحبان ۹ سال کے عرصہ کے لئے منتخب کیئے جاتے ہیں۔ پانچ جج ہر تین سال کے بعد ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ نئے جج جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل میں ووٹنگ کے ذریعہ منتخب کیئے جاتے ہیں۔ عدالت اپنے صدر اور نائب صدر کا انتخاب عرصہ تین سال کے لئے خود کرتی ہے۔ اسی طرح رجسٹرار اور معاون عملہ کی نامزدگی بھی عدالت کے اختیار میں ہے۔ صدر عدالت اور رجسٹرار کو ہیگ ہی میں قیام پذیر ہونا پڑتا ہے عدالت کی سرکاری زبان انگریزی اور فرانسیسی ہے۔

جج کی نامزدگی

عالمی عدالتِ انصاف کے آئین کی دفعہ ۴ تا ۷ کے مطابق جب بھی اس عدالت کی کوئی آسامی پر کرنی ہوگی تو اس کی ابتدا ایک نامزدگی سے ہوگی جو "پرمانینٹ کورٹ آف آربٹریشن" جو کہ ہیگ میں واقع ہے کے "قومی گروپ" کے ممبران کریں گے "قومی گروپ" کے ممبران ہر ملک کی جانب سے نامزد ہوتے ہیں اور ان کی تعداد ہر ملک سے چار تک ہو سکتی ہے چنانچہ کسی ملک کی حکومت نہ تو اپنے نمائندے کا چناؤ کر سکتی ہے نہ اسے نامزد کر سکتی ہے۔ اگرچہ اصول بہت واضح ہے لیکن نامزدگی کے اس طریق میں بھی متعلقہ حکومت کی پسند یا ناپسند کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ جس "قومی گروپ" نے جج نامزد کرنا ہوتا ہے اس کا تعلق بھی اسی ملک سے ہوتا ہے اس لئے حکومتوں کا اپنے پسندیدہ جج صاحبان کا اپنے ہی قومی گروپ کے ذریعہ نامزد کروا لینا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ اس طریق کار کی خلاف ورزی کے خلاف لٹریچر اور قانونی حلقوں میں نکتہ چینی کی جاتی رہی ہے۔

اہلیت

عدالت کے آئین کے آرٹیکل نمبر ۲ اور ۹ کے مطابق جج صاحبان "خود مختار" "قانون دان جو" اور "بلا تمیز شہریت" مقرر کیئے جائیں گے۔ اور یہ کہ نامزد شخص

۱:۔ ملکی سطح پر اپنی اعلیٰ ترین عدالت کا جج بننے کا اہل ہو۔

۲:۔ وہ بین الاقوامی قانون کا ماہر ہو۔

روایتی طور پر مندرجہ بالا میں سے دوسری شق کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ چنانچہ بیشتر جج صاحبان ایسے ہوتے ہیں جو یا تو پیشہ ورانہ وکیل ہوتے ہیں جو بین الاقوامی سطح پر پریکٹس کرتے ہیں۔ یا بین الاقوامی شہرت کے مفکر یا پروفیسر جو انٹرنیشنل لاء میں مہارت رکھتے ہوں۔

انتخاب

خالی ہونے والی آسامیوں کے لئے انتخاب اقوام متحدہ کرتی ہے عدالت کے آئین کے مطابق نامزد حضرات کو تقرری کے لئے اقوام متحدہ کے دونوں ایوانوں (جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل) میں اکثریت حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس الیکشن میں سپر پاورز سلامتی کونسل میں ویٹو کا استعمال نہیں کر سکتیں۔ واضح رہے کہ جنرل اسمبلی میں اقوام متحدہ کے تمام اراکین شامل ہیں جبکہ سلامتی کونسل پندرہ اراکین پر مشتمل ادارہ ہے جس میں پانچ مستقل اور دس غیر مستقل ممبران ہوتے ہیں۔ یہ ترمیم اقوام متحدہ کے چارٹر میں ۱۹۶۵ء میں کی گئی۔ اس سے قبل سلامتی کونسل ۱۱ ممبران پر مشتمل تھی۔ جن میں پانچ مستقل اور چھ غیر مستقل ممبران تھے۔ دس غیر مستقل ارکان کا انتخاب جنرل اسمبلی دو سال کے عرصہ کیلئے کرتی ہے۔ آرٹیکل نمبر ۱۳ کے تحت عدالت کیلئے منتخب ہونیوالے جج ۹ سال کی مدت ملازمت پوری کرتے ہیں لیکن اگر انتخاب کسی جج کی قبل از وقت خالی ہونے والی نشست پر ہو تو نیا منتخب جج پہلے جج کے بقیہ عرصہ ملازمت کے لئے ہی منتخب ہوگا۔ یہ جج صاحبان اپنی مدت ختم ہونے پر دوبارہ انتخاب کے بھی اہل ہوتے ہیں پہلی مرتبہ ۶ فروری ۱۹۴۶ء کو انتخاب عمل میں آیا تو فیصلہ کیا گیا کہ بجائے اس کے کہ ۹ سال کے بعد پوری عدالت کا انتخاب از سر نو عمل میں لایا جائے۔ بہتر ہوگا کہ منتخب ہونے والے پانچ جج صاحبان کی میعاد ۳ سال کے بعد اور پانچ جج صاحبان کی میعاد ۶ سال کے بعد ختم ہو جائے اس طرح قواعد کے مطابق ہر تین سال کے بعد نئے ججز کا انتخاب عمل میں لایا جا سکے گا۔

سماعت کا طریق کار

اگرچہ عدالت کا کورم ۹ جج صاحبان کی موجودگی میں پورا ہو جاتا ہے لیکن آئین کیمطابق کسی مسئلہ کی سماعت کے لئے پوری عدالت کو ہی بیٹھنا چاہیئے۔ استثنائی صورتوں میں بھی عدالت کسی طرح بھی ۱۱ ججز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے کم نہیں ہوتی۔ چونکہ عدالت کا قیام بین الاقوامی امن کی خاطر عمل میں لایا گیا ہے اس لئے صرف STATES ہی عدالت میں فریق بن سکتی ہے۔ ریاستوں کے مقدمے فریقین کی رضامندی سے یا انفرادی طور بھی دائر کئے جا سکتے ہیں اگر عدالت کے سامنے ایسے فریقین کا مسئلہ پیش ہو جنکی اپنی قومیت کے جج صاحبان عدالت کے رکن ہوں تو ایسے حضرات بھی سماعت کیلئے عدالت کے پینل میں رہ سکتے ہیں

فیصلوں کا اطلاق

اقوام متحدہ کے آئین کے آرٹیکل نمبر ۹۴ کے مطابق ہر ممبر ملک عدالت کے ہر اُس فیصلہ پر عملدرآمد کا پابند ہے۔ جس میں وہ بطور فریق کے پیش ہوا ہو۔ لیکن اگر کوئی فریق عدالت کے فیصلے پر عملدرآمد سے انکار کر دے تو پھر سیکورٹی کونسل اس پر غور کر کے اس ملک کے خلاف اپنے لائحہ عمل کا اعلان کرنے کا حق رکھتی ہے۔

مشاورتی رائے

آرٹیکل ۶۵ کے تحت عدالت کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی مسئلہ پر اپنی قانونی رائے دے جو جنرل اسمبلی، سلامتی کونسل یا کوئی اور منظور شدہ ادارہ عدالت کے سامنے پیش کرے۔ ایسے تمام مسائل تحریری طور پر مکمل کوائف کے ساتھ عدالت میں پیش کئے جانے لازمی ہیں۔ فیصلوں کا اعلان کھلی عدالت میں انگریزی اور فرانسیسی میں کیا جاتا ہے۔

جناب جسٹس دراب پٹیل کی نامزدگی

سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج جسٹس دراب پٹیل کا شمار ملک کے ممتاز قانون دانوں میں ہوتا ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی طور پر جناب پٹیل کی انسانی حقوق کی خاطر خدمات کو تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے بعض مقدمات میں انکی رائے تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔

پچھلے سال دسمبر میں پروفیسر ڈاکٹر ناگندر سنگھ جو کہ عالمی عدالتِ انصاف میں جنوبی ایشیا کی سیٹ پر بھارت کی طرف سے منتخب ہوئے تھے وفات پا گئے۔ ان کی خالی ہونے والی نشست پر ۱۸ اپریل ۸۹ء کو انتخاب عمل میں آیا۔ اس نشست کیلئے پاکستان، بھارت، سری لنکا، تھائی لینڈ، شام اور فلپائن امیدوار تھے۔ بعد میں شام اور فلپائن نے اپنے امیدواروں کے نام واپس لے لئے۔ اس طرح مقابلہ اوّل الذکر چار ممالک کے درمیان ہوا۔ ڈاکٹر ناگندر سنگھ کے عہدے کی اصل مدت ۱۹۹۱ء میں ختم ہونی تھی، لہٰذا موجودہ انتخاب بھی بقیہ دو سال ہی کے لئے کیا گیا۔ اگرچہ مقابلہ چار ممالک کے نمائندوں کے درمیان تھا مگر نتائج کے مطابق پاکستان اور بھارت ہی اصل حریف تھے۔

جیسا کہ عالمی عدالت انصاف کے تعارف میں بتایا جا چکا ہے کہ نمائندوں کی نامزدگیوں کا اختیار حکومتوں کو حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ اختیار اسی ملک کے "قومی گروپ" کے ممبران کو حاصل ہوتا ہے جو ملکی، سیاسی اور مذہبی حوالوں سے بالاتر ہو کر زیرِ غور شخصیت کی بین الاقوامی قانونی حیثیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے اس کی نامزدگی کرتے ہیں۔ چنانچہ جناب جسٹس دراب پٹیل کی نامزدگی بھی حکومتِ پاکستان کی طرف سے نہیں کی گئی بلکہ "پرمانٹ کورٹ آف آربٹریشن" کیلئے پاکستان کے قومی گروپ کے ممبران نے کی۔ تاہم بعض سیاسی حلقوں نے مخصوص سیاسی پس منظر میں ان کی نامزدگی کو حکومت پاکستان کی مخالفت میں استعمال کیا۔ اسی طرح جناب پٹیل کے اعتقادات کے حوالے سے بعض لوگوں نے مذہبی بحث اٹھانے کی کوشش بھی کی۔ اس پر رائے زنی کرنا اس مضمون کا مقصد نہیں تاہم جہاں تک ملکی اور بین الاقوامی آئین کا اور روایات کا تعلق ہے جناب پٹیل کی نامزدگی کسی طرح بھی خلافِ قانون قرار نہیں پاتی۔

بہرحال باوجود اس کے کہ نامزدگی میں حکومتیں دخل اندازی کا اختیار نہیں رکھتیں وہ اپنے امیدوار کی حمایت سے لاتعلق نہیں رہ سکتیں۔ اس سلسلہ میں دفتر خارجہ ہمیشہ سے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتا چلا آیا ہے۔ اس کا ثبوت ہندوستان اور پاکستان دونوں طرف سے بالترتیب جسٹس آر۔ ایس۔ پھاٹک اور جسٹس دراب پٹیل کی حمایت میں کی جانے والی کوششوں سے ملتا ہے۔ پاکستان نے اس سلسلہ میں اپنے خصوصی ایلچی بعض ممالک کی طرف روانہ کئے۔ جناب یحییٰ بختیار، جناب اعتزاز احسن اور جناب ملک محمد قاسم نے بالترتیب روس، بھارت اور فرانس کا دورہ کیا۔ اسی طرح جناب اقبال اخوند نیپال، ملائشیا، چین اور واشنگٹن میں جناب پٹیل کی حمایت حاصل کرنے میں مصروف رہے۔ خبر ملاحظہ ہو۔

"پاکستان کے وزیرِ داخلہ جناب اعتزاز احسن نے ۱۱ اپریل کو بھارتی وزیراعظم مسٹر راجیو گاندھی سے ۴۰ منٹ تک ملاقات کی اور ان سے جناب دراب پٹیل کی حمایت میں اپنے امیدوار کا نام واپس لینے کی درخواست کی۔ بھارتی وزیراعظم نے کہا کہ بھارت عالمی عدالت میں پاکستانی امیدوار کی حمایت کر سکتا تھا۔ اگر یہ تجویز کچھ دیر پہلے پیش کی جاتی۔ تاہم بھارت میں پاکستانی سفارت خانہ نے کہا ہے کہ پاکستان نے جسٹس دراب پٹیل کی نامزدگی ۶ ہفتے قبل کی تھی جبکہ بھارت نے جسٹس پھاٹک کی نامزدگی صرف دو تین روز قبل کی ہے۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ بھارت کو اس مسئلہ میں پاکستان کی دلچسپی کا علم نہیں تھا"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ اپریل)

دوسری طرف بھارت نے بھی اپنے امیدوار کے حق میں زبردست لابنگ کی۔ بھارتی سفیر نے اقوام متحدہ کے تمام ممالک کے نام اپنے ایک خط میں کہا کہ اگر عالمی عدالت انصاف میں اس کے نمائندے کو جیتنے کا موقع دیا جائے تو ۱۹۹۱ء میں بھارت اس نشست کیلئے اپنا امیدوار کھڑا نہیں کرے گا۔ بھارتی نمائندے جسٹس آر۔ ایس۔ پھاٹک نے بھی تحریری طور پر اس کی ضمانت دی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ عالمی عدالت کے انتخاب میں اس قسم کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔

چنانچہ ۱۸ اپریل کو اقوام متحدہ میں ہونے والی رائے شماری کے نتائج حسب ذیل ہیں۔

سلامتی کونسل۔ کل ووٹ = ۱۵

بھارت	= ۹
پاکستان	= ۳
سری لنکا	= ۲
تھائی لینڈ	= ۱

جنرل اسمبلی۔ کل ووٹ = ۱۵۹

بھارت	= ۸۴
پاکستان	= ۴۲
سری لنکا	= ۱۶
تھائی لینڈ	= ۱۲

اس طرح ہندوستان کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر آر۔ ایس پھاٹک بھاری اکثریت سے عرصہ دو سال کے لئے عالمی عدالت انصاف کے رکن منتخب ہو گئے۔

وفاقی وزیر قانون و پارلیمانی امور سید افتخار حسین گیلانی نے کہا ہے کہ ہمیں موجودہ سے زیادہ ۱۹۹۱ء میں ہونے والے انتخاب سے دلچسپی ہے اور اس سلسلہ میں ہم واضح یقین دہانیاں چاہتے تھے چنانچہ ہندوستانی حکومت اور بذاتِ خود جناب جسٹس پھاٹک نے اگلے انتخاب میں امیدوار نہ ہونے کی تحریری یقین دہانی کرائی ہے۔ دوسری طرف قومی اسمبلی کے رکن سید تسنیم نواز گردیزی نے اسے حکومت کی کمزور خارجہ پالیسی کا نتیجہ قرار دیا ہے جبکہ قومی اسمبلی میں قائد حزبِ اختلاف غلام حیدر وائیں نے اسے بھارت سے دوستی کے معاوضے کی پہلی قسط قرار دیتے ہوئے حکومت پر نکتہ چینی کی ہے۔

جناب جسٹس شیخ انوار الحق کی نامزدگی

سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب شیخ انوار الحق صاحب ملکی و بین الاقوامی قانونی حلقوں میں معروف شخصیت ہیں۔ وکالت اور منصفی کے میدان میں اپنی قابلیت سے اپنے لئے مقام پیدا کیا اور پاکستان میں عدلیہ کے اعلیٰ ترین عہدے تک پہنچے۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی حیثیت سے انہوں نے بعض تاریخ ساز فیصلے دیئے۔

عالمی عدالتِ انصاف کی جج کے لئے آٹھ سال قبل پاکستان کی طرف سے نامزد ہوئے۔ ایشیائی سیٹ کیلئے یہ انتخاب نومبر ۱۹۸۱ء کو عمل میں آیا۔ بھارت کے ڈاکٹر ناگندر سنگھ جو پہلے ہی عدالت کے رکن تھے دوبارہ اس میں حصہ لے رہے تھے۔ پاکستان کی وزارتِ خارجہ نے حسبِ دستور و روایت اس نشست کو جیتنے کیلئے لابنگ کی۔ مگر افسوس ہے کہ اس سلسلہ میں ہمارا ریکارڈ کچھ بہتر نہیں ہے۔ اس انتخاب میں ہمیں سخت خفت اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور اتنی بُری شکست ہوئی کہ ہم صرف ایک ووٹ حاصل کر سکے۔ بھارت کے ڈاکٹر ناگندر سنگھ دوبارہ اس نشست کے لئے منتخب ہو گئے۔

برائے توجہ لجنات

تمام لجنات کی صدر صاحبات سے گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی لجنہ کی ایسی کارکنات کے نام جنہوں نے ۱۹۷۲ء کے بعد سے اپنی لجنہ میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں ہمیں اس تفصیل کے ساتھ بھجوا دیں کہ

انہوں نے کتنا عرصہ کام کیا ہے؟
کس عہدہ پر کام کیا ہے؟
نام مکمل مع یعنی زوجیت یا ولدیت، شہر

ایسے تمام کوائف مقامی صدر کی طرف سے آنے چاہئیں۔

انفرادی طور پر اگر کوئی اپنے نام بھجوائے تو وہ بھی مقامی صدر کی تصدیق کے ساتھ آنے چاہئیں۔

جو لجنات پہلے یہ نام بھجوا چکی ہیں انہیں دوبارہ بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

صفیہ عزیز۔ جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

منظور احمد ایم اے۔ جڑانوالہ

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ

(اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے)

حضرت مولوی شیر علی صاحب کے زہد و تقویٰ سے جماعت کا ہر فرد شناسا ہے آپ مجھ پر بہت ہی مشفق اور مہربان تھے۔ بات دراصل یہ ہے کہ میرے دادا بھی رفیق بانیٔ سلسلہ تھے اور حضرت مولوی صاحب ان کے دوست تھے۔ اور ان ہی کے ذریعے میرے دادا نے وصیت کی۔ اور بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعۂ خاص میں دفن ہوئے۔

میرے دادا سے دوستانہ تعلق کی وجہ سے حضرت مولوی صاحب مجھ پر بھی نگاہ شفقت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ نظارت امورِ عامہ کے ایک کارکن مجھ سے پوچھنے لگے کہ کیا مولوی صاحب آپکے رشتہ دار ہیں۔ میں نے کہا نہیں ویسے ہی مجھ پر بڑے مہربان ہیں۔

ایک دفعہ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان سے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کی نماز حضرت مولوی صاحب نے پڑھانا تھی۔ میں مین گیٹ کے آگے مزار کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت مولوی صاحب جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ میرے پاس سے گذرتے وقت میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھے آہستہ سے فرمانے لگے۔ نماز جمعہ کے بعد میری بات سن کر جانا۔ آپ نے خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ میں وہیں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ آپ آئے اور مجھے ہاتھ سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ جوتی پہنی اور گیٹ کی سیڑھیاں اتر کر فرمانے لگے آپ سے دنیاوی بات کرنا ہے اور دنیاوی بات بیت الذکر میں کرنا منع ہے اس لئے میں نے "بیت" میں بات نہیں کی۔ آپ مجھے ساتھ لیکر چل پڑے۔ ہم دونوں بہشتی مقبرہ پہنچ گئے۔ وہاں آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مزار پر دُعا کی۔ پھر بہشتی مقبرہ سے آگے نکل گئے۔ کافی دور جاکر مجھے فرمانے لگے کہ بات یہ ہے کہ میری لڑکی آئی ہوئی ہے۔ اس نے صبح جانا ہے اس کیلئے آپ نے اپنے گاؤں (رنگل) سے انڈے لانے ہیں۔ اگلے دن صبح میں حضرت مولوی صاحب کیلئے انڈے نہ لا سکا۔ جاکر عرض کی کہ مولوی صاحب آج تو نہیں لا سکا کل لے آؤنگا۔ فرمانے لگے بہت اچھا ہوا آپ نہیں لائے۔ لڑکی تو جا چکی ہے اور اب انڈوں کی ضرورت نہیں۔

۱۹۴۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد میں کچھ عرصہ بطور ریلوینگ کلرک مختلف دفاتر میں کام کرتا رہا۔ میں دفتر امورِ عامہ میں بطور کلرک کام کیا کرتا تھا کہ ایک دن حضرت مولوی صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جس پر غالباً دو آنے کا ٹکٹ ان سے لگ گیا تھا۔ اس وقت لفافہ پر ٹکٹ شاید چھ پیسے کا لگتا تھا۔ آپ ٹکٹ کو اکھاڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مجھے فرمانے لگے۔ مجھ سے چھ پیسے کی بجائے دو آنے کا ٹکٹ لگ گیا ہے، اس کو اتاریں۔ میں نے عرض کی کہ آپ دفتر میں چلیں میں ابھی اس کو اتار کر لاتا ہوں مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس ٹکٹ کو اکھاڑا یا ضائع کیا۔ بہرحال میں نے چھ پیسے کا ٹکٹ اوپر لگا دیا اور دو پیسے کا ٹکٹ ان کو دستی دے آیا۔

۱۹۴۷ء کے فسادات شروع ہو چکے تھے۔ ہمیں بعض دفعہ کافی رات تک دفتر میں رہنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ میں حضرت مولوی صاحب کے دفتر میں گیا۔ حضرت نواب صاحب کے خاندان میں سے کسی کا نام لیکر کہنے لگے کہ ان کے گھر ٹیلیفون کریں اور پوچھیں کہ بچہ کی پیدائش ہوئی ہے یا نہیں۔ میں ان کے لئے دُعا کئے جا رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب میں تو یہ ٹیلیفون نہیں کر سکتا آپ خود ہی کر لیں۔ فرمانے لگے اچھا ان کا نمبر ملا دو میں نے ان کے گھر کا نمبر ملا کر ریسیور حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ میں تھما دیا اور انہوں نے خود ٹیلیفون کیا۔

حکیم نظام جان صاحب کے بیٹے عبدالحمید صاحب قادیان میں میرے بہت گہرے دوست ہوا کرتے تھے۔ بعض اوقات کافی رات تک میں ان کی دوکان پر بیٹھا رہتا تھا۔ ایک دفعہ میں ان کی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ رات کافی گذر چکی تھی۔ بازار کی تقریباً سبھی دکانیں بند ہو چکی تھیں۔ اتنے میں حضرت مولوی صاحب آئے اور دوکان کے باہر بازار میں کھڑے ہو گئے۔ میں دوڑ کر باہر گیا۔ مجھے فرمانے لگے۔ ایک کام ہے آپ کریں گے۔ میں نے عرض کی مولوی صاحب حکم کریں۔ فرمانے لگے۔ میرا ابھی تک گھر سے کھانا نہیں آیا۔ آپ جاکر کھانا لے آئیں اور ایک سوڈا واٹر کی بوتل فلاں دوکاندار سے لیتے آنا وہ ابھی تک انتظار کر رہا ہوگا۔ چنانچہ میں اور ایک اور لڑکا احسان الٰہی نامی حضرت مولوی صاحب کے گھر گئے وہاں سے کھانا لیا اور دوکاندار سے سوڈا واٹر کی بوتل لیکر آئے۔

ہم ٹی آئی ہائی سکول میں پڑھنے کیلئے جا رہے ہوتے اور حضرت مولوی صاحب اپنے گھر سے دفتر آ رہے ہوتے تھے۔ راستہ میں اکثر ملاقات ہو جاتی میں عرض کرتا مولوی صاحب میرے لئے دُعا کریں آپ فرماتے اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے۔

میں دسویں جماعت میں بہت کمزور طالب علم تھا۔ چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی جو عام طور پر بی۔ ٹی صاحب کے نام سے مشہور تھے ہمیں انگریزی پڑھایا کرتے تھے۔ اور ہمارے کلاس انچارج تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ میرا داخلہ بھیجا جائے۔ اُن کا خیال تھا اور صحیح خیال تھا کہ میں پاس نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھے یاد نہیں کہ کس طرح میرا داخلہ چلا گیا۔ میں حضرت مولوی صاحب سے دعا کے لئے عرض کرتا رہا۔ جب نتیجہ نکلا تو میں سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہو گیا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ بی۔ ٹی صاحب یا کوئی دوسرے صاحب نے جب میرے پاس ہونے کا سنا تو فرمانے لگے کہ انگریزی میں تو ۱۹ کی جگہ ۹۱ لگ گئے ہونگے۔

بعد میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضلوں سے مجھے اَن گنت کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ ہر کامیابی پر حضرت مولوی صاحب کی دُعا یاد آتی کہ "اللہ آپکو کامیاب کرے"

اے اللہ حضرت مولوی صاحب کے درجات بہت بلند فرما خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تبصرہ

دعا کر چلے

- مصنف: جمیل الدین عالی
- ناشر: مکتبہ اسلوب پوسٹ بکس نمبر ۲۱۱۹ کراچی نمبر ۱۸
- قیمت: ایک سو بیس روپے
- تبصرہ: ادارہ

جمیل الدین عالی معروف دانشور اور نامور شاعر ہیں۔ پچھلے چالیس برسوں میں انہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ سفرناموں، اور اظہاریوں کے وسیلے سے بھی بہت شہرت حاصل کی۔ وہ اپنے منفرد انداز میں مختلف موضوعات پر قلم اٹھاتے ہیں۔ وہ اپنے کاٹ دار جملوں اور ٹھوس حوالوں کی مدد سے فکر انگیز باتیں رقم کرنے کا فن جانتے ہیں۔ "دعا کر چلے" ان کے ایسے ہی اظہاریوں کا مجموعہ ہے جس میں انہوں نے نہ صرف ایک ذمہ دار اہل قلم کی حیثیت سے اہم ملکی مسائل پر اپنے خیالات قلمبند کئے ہیں۔ بلکہ ایک حساس ادیب کے طور پر ان اظہاریوں کو ادبی رنگ دینے کی تخلیقی کاوش بھی کی ہے۔

منظر پاکستان، نرمی و گرمیٔ نفس، کچھ عالمی افق سے، کے عنوانات میں سیاسی، معاشی اور تہذیبی حوالوں سے کچھ موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جبکہ شخصیات کے باب میں مختلف ادبی اصحاب کو اپنے لفظوں میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ سیاحت، فکر و نظر، اور متفرقات کے ابواب میں قارئین کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائیں گے۔ یہ کتاب جمیل الدین عالی کے ادب و صحافت کے فکری معیارات کی عکاسی کرتی ہے۔

جمیل الدین عالی۔ کئی وجوہات سے انفرادیت کے حامل ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بہتر برس سے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں باقاعدہ لکھتے رہنے کے باوجود انہوں نے اپنی تحریروں کو ہر کہ و مہ کی طرح کالم کا نام نہیں دیا۔ بلکہ اس طرز اظہار کو انہوں نے اظہاریہ نویسی کہا ہے۔ پھر ایک زمانہ جانتا ہے کہ وہ ایک حد تک سرکاری ملازم ہیں اور ایک بہت ہی حساس

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افکارِ معاصرین

کچھ عرصہ قبل چند سیاسی جماعتوں نے مل کر ایک مخالف جماعت کو اقتدار سے ہٹانے کے لئے جد و جہد کا آغاز کیا تھا۔ سیاسی اصولوں کے مطابق یہ ایک جائز اور روائتی عمل تھا لیکن جب ان جماعتوں کے گٹھ جوڑ سے "نظامِ مصطفیٰ" کا نعرہ بلند ہوا تو اس ایجی ٹیشن کا رنگ بدل گیا "نظامِ مصطفیٰ" کا نعرہ لگانے والوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ مقدس نعرہ منہ سے نکالنے سے پیشتر ان سب کو اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنی ذاتی طرزِ معاشرت رہن سہن، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا یہ جائزہ لینا چاہیئے تھا کہ ان کا انفرادی کردار "نظامِ مصطفیٰ" کے پیمانے پر کس حد تک پورا اترتا ہے۔ اسی خود احتسابی کے بغیر محض ایک سیاسی مقصد کو پورا کرنے کیلئے ایسا محترم نعرہ بلند کرنا اس کی بے حرمتی ہے۔ چنانچہ جونہی مخالف حکومت کا تختہ الٹا۔ اسی وقت تحریک میں شامل جماعتوں کا اتحاد تارِ عنکبوت کی طرح ٹوٹ گیا اور نظامِ مصطفیٰ کا نعرہ بھی طاقِ نسیان کی زینت بن گیا۔ "نظامِ مصطفیٰ" کے حوالے سے اس تحریک کو چلانے کے لئے عوام اور خواص نے دل کھول کر چندہ بھی دیا تھا۔ اس فنڈ کی بدنظمی اور بدانتظامی کے بارے میں کافی عرصہ تک اخبارات میں ایسی خبریں آتی رہیں جنہیں پڑھ کر ایک عام مسلمان کا سر شرم سے جھک جاتا تھا۔ کسی سیاسی جماعت کے منشور میں دین کو بنیاد بنانا یا سرفہرست رکھنا ایک قابلِ فہم بات ہے لیکن دین کی آڑ لے کر وقتی طور پر سیاسی مقاصد حاصل کرنا دین کی تضحیک اور بے حرمتی ہے۔ ہماری سیاست کے جو عناصر اس منافقت کے مرتکب ہوتے رہیں گے وہ ہمیشہ منہ کی کھائیں گے اور اقتدار کی ہوس ان کے سینوں میں ہمیشہ ناکامی کی راکھ میں دب کر سلگتی رہے گی۔"

(بحوالہ روزنامہ جنگ صفحہ ۳ کالم ۹ مورخہ ۱۵/۵/۸۹)

بقیہ: تبصرہ

عہدے پر متمکن ہیں۔ ایسے میں ہر انسان تھوڑا سا مصلحت شناس ہو جاتا ہے۔ مگر عالی جی نے کٹھن سے کٹھن عہد میں بھی، یہاں تک کہ مارشل لاء کے زمانے میں بھی، اپنی تحریروں پر کسی قسم کا ملمع نہیں چڑھایا۔ اس کی ایک واضح وجہ یہ ہے کہ دوست دشمن اور حاسد سب جانتے ہیں، جمیل الدین عالی، اول و آخر پاکستانی ہیں۔ اور ان کی تنقید، تبصرہ یا کسی بھی معاملے پر ٹھوس رائے خالصتاً حب وطن کی دلیل اور ثبوت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ قومی زبان سے محبت اور اس کا ذکر اُن کا محبوب و مرغوب موضوع ہے۔

بلاشبہ۔ یہ کتاب اور اس سے متعلق دوسری کتابیں ادبی، علمی اور ملی نکتہ نگاہ سے دستاویزی حیثیت کی حامل قرار پائیں گی۔

(ماہنامہ تخلیق میں یہ تبصرہ شائع ہوا ہے۔ قارئین الفضل کی ادبی دلچسپی کے لئے اسے الفضل میں شائع کیا گیا ہے)

آپ کا خط ملا

محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب
ورجینیا۔ امریکہ

جہاں رہائش ہے وہاں خاکسار کے لئے کوئی ادبی یا روحانی دلچسپی نہیں۔ لوگ اجنبی۔ زبان اجنبی۔ ماحول اجنبی۔ لیکن الفضل کے اجراء سے یہ تشنگی بڑی حد تک دُور ہوتی جا رہی ہے۔

آپ محترم کی ادارت میں اللہ کے فضل سے الفضل روحانی امداد بھی بہم پہنچاتا ہے اور دنیوی معلومات کا ذخیرہ بھی مہیا کرتا ہے۔ خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ بڑی دلچسپی سے سارا اخبار پڑھتے ہیں۔ اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہم زد فزد۔ خداوند تعالیٰ آپکی نثر و نظم کو اور نافع الناس بنائے۔ مضامین کا انتخاب بڑا دل آویز ہوتا ہے مبارکباد قبول کیجئے۔ خدا آپ کی صحت و عمر میں بہت بہت برکت دے۔

کینیڈا

نون۔ سین

احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر کے موقع پر ہر ایکسی لنسی جی۔ سارے گورنر جنرل کینیڈا نے اپنے پیغام میں فرمایا "میں مسرت کے ساتھ تہہ دل سے ان تمام احباب کو جو احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر میں حصہ لے رہے ہیں۔ مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں تہہ دل سے کینیڈا کے تمام باشندوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے۔ احمدیہ جماعت نے روحانی اقدار اور ہماری قوم کی بہبود کے لئے جو مساعی کی ہیں۔ انکی داد و تحسین پیش کرتی ہوں۔ فلاحِ عامہ کے کام۔ مثال کے طور پر ہسپتال۔ کلینک اور سکول جو دنیا کے غریب ترین علاقوں میں کھولے گئے ہیں۔ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ جماعت نے نہایت اہم اور قیمتی کردار ادا کیا ہے۔ اور اس کردار کے ادا کرنے والوں نے ایمان اور روحانیت کی اقدار کا مظاہرہ کیا ہے۔ میری دُعا ہے کہ آپ مستقبل میں ہمیشہ ان اقدار کو جاری رکھیں اور اُمید اور رجائیت کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔ میں کینیڈا کے ان تمام باشندوں کو اپنی نیک خواہشات پیش کرتی ہوں جو اس خاص احمدیہ جماعت کے جشنِ تشکر میں حصہ لے رہے ہیں۔

— — — —

کینیڈا کے وزیر اعظم نے اپنے پیغام میں فرمایا "میں احمدیہ جماعت کے تمام افراد کو انکے بانی سلسلہ کے جشنِ تشکر کے موقعہ پر مبارکباد دیتے ہوئے اور نیک تمنائیں پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں۔ یہ جماعت کینیڈا کی مختلف قومیتوں میں ایک بہت اہم حصے کی نمائندگی کرتی ہے اور ہمارے معاشرے کو بہتر سے بہتر بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ میں آپ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ آپکی تقریبات نہ صرف ۲۳ مارچ کو بلکہ سارا سال نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد کی جائیں۔

— — — —

کینیڈا کے مختلف حصوں میں میئرز نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو "احمدیہ ڈے" قرار دینے کے لئے جو (PROCLAMATION) پروکلامیشن جاری کیا۔ اسکے الفاظ درج ذیل ہیں۔ (یہ ان میں سے ایک ہے جو نمونۃً پیش کیا جا رہا ہے)

"جبکہ احمدیہ جماعت جو ایک عالمگیر جماعت ہے۔ ۱۹۸۹ء میں قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد کے ہاتھوں قائم کی گئی تھی۔

"جبکہ حضرت مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کے طور پر اور قرآن مجید اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق دعویٰ کیا۔

"جبکہ اسوقت احمدیت ۱۰۰ سے زیادہ ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ اور ان ممالک کے باشندوں کی روحانی ضروریات کے علاوہ امن اور تحفظ پیش کرنے میں بھی آگے آگے ہے۔ جیسا کہ تعلیم اور صحت کے میدان میں بھی یہ کام کر رہی ہے۔"

"جبکہ احمدیہ جماعت اپنا صد سالہ جشنِ تشکر ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو منا رہی ہے۔"

"میں اعلان کرتا ہوں کہ جمعرات ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو "سکاربرو" شہر کا "احمدیہ ڈے" قرار دیا جاتا ہے۔

ضلعی مجالس ناصرات الاحمدیہ توجہ کریں

اٹک، اوکاڑہ۔ فیصل آباد۔ شیخوپورہ۔ ساہیوال۔ جھنگ۔ بھکر۔ بہاولپور۔ بہاولنگر ڈیرہ غازی خان۔ ضلع خیرپور۔ خانیوال۔ چکوال۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ راجن پور۔ رحیم یار خان۔ گوجرانوالہ۔ سانگھڑ۔ گجرات کوئٹہ۔ نواب شاہ۔ ملتان۔

مندرجہ بالا اضلاع کی مجالس سے بہت کم رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ براہِ مہربانی باقاعدگی سے ہر ماہ توجہ سے رپورٹ فارم پُر کر کے مرکز کے شعبہ ناصرات کو ارسال کیا کریں۔

(سکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طارق بلوچ ربوہ

مجلس آزاد

محکمہ معدنیات اور صوبائی حکومت کے دیگر مقتدر اور ذمہ دار حضرات کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے محلہ دارالصدر شرقی اور دوسری آبادیوں کے دامن میں گھری ہوئی ان ممنوع پہاڑیوں کو جنہیں محکمانہ زبان میں "ریڈ ایریا" کہا جاتا ہے۔ وہاں ناجائز ذرائع سے زور و شور سے بلاسٹنگ کا کام ہو رہا ہے۔ جس سے قریبی آبادی نہ صرف عدم تحفظ کا شکار ہے بلکہ وہاں ساتھ ہی گونج دار دھماکوں، مسلسل ڈرلنگ اور "خبردار خبردار" کی آوازوں سے ان کا سکون بھی غارت ہو چکا ہے۔ جس سے لامحالہ طور پر مکانوں کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور اس شور شرابے نیز رات گئے تک ٹرکوں کو لوڈ کرنے کی وجہ سے طلبہ کی پڑھائی بھی متاثر ہو رہی ہے۔ گرد و غبار اور دھوئیں کے بادلوں میں پہاڑی پتھروں کے ٹکڑے اپنے مرکز سے اُڑ کر جب دور دور گرتے ہیں تو یوں لگتا ہے۔ جیسے

دانستہ سنگ باری کی جا رہی ہے،
اور قرب و جوار میں انسان نہیں
حیوان بستے ہیں!

گھروں کے باہر کھیل کود میں مصروف بچوں اور اس راہ گزر سے آمد و رفت رکھنے والوں میں سے اگر خدانخواستہ کسی قسم کا جانی نقصان ہو گیا تو اس کا خون کس کی گردن پر ہوگا۔

ٹھیکیداروں پر؟ متعلقہ اداروں پر یا قانون نافذ کرنیوالے مقامی حکام پر؟

حد تو یہ ہے کہ کھلے بندوں ہونیوالی اس قانون شکنی اور کوہ شکنی کا کاروبار قانون کے محافظوں اور لاگو کرنے والوں کی پشت پر ہو رہا ہے مگر کوئی بھی اس کے مہلک اور منفی نتائج و عواقب کا احساس نہیں کرتا۔ حالانکہ اندھے پتھر کی زد میں کوئی بھی شخص آسکتا ہے۔ اس کی ذاتی طور پر کسی کے ساتھ دوستی اور دشمنی نہیں ہوتی وہ تعلقات کے تمام جذبوں سے ماوراء اور ناآشنا ہوتا ہے۔ مقام حیرت ہے کہ اسکے باوجود چند کوڑیوں اور ٹکوں کے حصول کی خاطر لوگوں کی زندگیوں اور امن و سکون سے کھیلنے والے چند خود غرض انسان نما.... اس بات کا احساس نہیں کرتے اور کیوں اس بات اور حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ بعض حساس مسئلوں اور بنیادی انسانی حقوق کو شکم کی نظر سے دیکھنا ایک انتہائی غیر اخلاقی غیر قانونی اور قبیح فعل ہے۔ اور یہ کہ جس طرح وہ خود کسی کے باپ بھائی بیٹے یا شوہر ہیں بعینہٖ ان کے اس نظام فکر یا ہوس زر میں مبتلا سوچ کی بھینٹ چڑھنے والے بھی کسی کے باپ بھائی بیٹے یا شوہر ہوتے ہیں۔

اس سے قبل بارہا اور بے شمار انسانی جانیں زبردست بارودی دھماکوں کی وجہ سے لقمۂ اجل بن چکی ہیں مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ ابھی کچھ عرصہ پیشتر مرگودھا سے لاہور جانیوالی ایک فلائنگ کوچ چلتے چلتے اس حادثہ کا شکار ہو گئی۔ جس کے نتیجہ میں ایک پتھر سے دو افراد ہلاک ہو گئے۔ ایسے ہی برلب سڑک کھڑے یا راہ چلتے لوگ بھی وقتاً فوقتاً اس ہلاکت کا شکار ہوتے رہے ہیں۔ پریس میں بھی خبریں آتی رہی ہیں۔ مگر ذمہ دار افراد کے ان معمولات پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ گو یہاں کا سارا پہاڑی سلسلہ "ریڈ ایریا" نہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی تو نہیں ہونا چاہیئے کہ غیر ممنوعہ علاقوں میں بیٹھ کر انسانی جانوں سے کھیلنا بھی ممنوع نہیں رہا۔

قطع نظر اس کے دو تین اور واقعات بھی ایسے رونما ہو چکے ہیں جن کی روک تھام کیلئے متعلقہ محکموں نے تاحال کافی و شافی بندوبست اور تدارک نہیں کیا۔ مثلاً بجلی کے ایک پول میں برقی رَو آجانے کی وجہ سے ایک نوجوان جاں بحق ہو گیا۔ مگر زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد کے مصداق واپڈا والوں نے آئندہ ایسی افسوسناک صورت حال سے نمٹنے اور روک تھام کیلئے کوئی مناسب پیش رفت نہیں کی حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اپنا مخصوص اور محفوظ غیر موصل سرخ رنگ شہر میں واقع بجلی کے تمام اہم خطرناک پولوں پر پھیر دیتے تاکہ آئندہ ایسی حادثاتی اموات کا امکان کم سے کم ہو جاتا۔ اسی طرح شہر کے مصروف علاقوں میں دن بھر تیزی سے جاری و ساری بھاری ٹریفک کی وجہ سے

بھی حال ہی میں ایک انسانی جان کا ضیاع ہوا ہے۔

لیکن اسکے باوجود لوکل اور سرکاری ادارے ہنوز بے حسی کا شکار ہیں۔ بسا اوقات تو یوں لگتا ہے جیسے جنگل کا قانون نافذ ہے۔ اگر گرفت کرنا چاہیں تو بالکل غیر اہم بات پر بھی کر لیتے ہیں۔ نگلنا چاہیں تو پورے کا پورا ہاتھی اپنے معدے میں اتار لیتے ہیں۔ شاید اسکی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ دیگر بڑے شہروں کے برعکس یہاں کے لوگ طبعاً پُرامن صابر و شاکر یا پھر مجبور ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ایسے خونچکاں حادثات کے باوجود بھی سڑکوں پر آنے سے اجتناب برتتے ہیں۔ ہڑتالوں اور احتجاجوں کا سلسلہ شروع نہیں کرتے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ایسے مظاہروں سے انتظامیہ چوکنا اور محتاط رہتی ہے۔ شہریوں کے جان و مال کا تحفظ بھی کرتی کرتی ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ امن عامہ کا مسئلہ کھڑا کئے بغیر حکام بلدیہ اور ذمہ دار سرکاری ادارے بخوبی اپنے فرائض سرانجام دیتے رہیں۔ اس میں کسی بھی قسم کے نقصان کا شائبہ تک نہیں بلکہ اس میں ان کا اپنا قوم و ملک اور حکومت وقت کا اجتماعی فائدہ اور نیک نامی ضرور ہے۔

شعبہ معدنیات اور دیگر متعلقہ اداروں کے معزز حکام سے میری درخواست ہے کہ انسانی جانوں کے تحفظ کے پیش نظر اور کوئی مزید ناخوشگوار حادثہ یا مسئلہ کھڑا کئے بغیر ایسے تمام غیر قانونی اور ایک عرصہ سے نظر انداز کئے جانیوالے ضروری امور اور اس مبینہ استحصالِ عارفانہ کی طرف کماحقہٗ توجہ دیں۔ اہالیانِ ربوہ آپ کے ممنون ہونگے۔

(بشکریہ ہفت روزہ۔ لاہور)

(۲۵ فروری ۱۹۸۹ء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دُعا

- مکرم یوسف سلیم شاہد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کی والدہ کچھ دنوں سے علیل ہیں۔
- مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کے بڑے بیٹے محمود منیر اکبر نے ایف۔ ایس۔ سی (پری میڈیکل) کا امتحان دیا ہے۔
- مکرم ماسٹر محمد نواز صاحب ابڑو صدر جماعت احمدیہ لاڑکانہ شہر کی آنکھوں کا آپریشن ہوا ہے۔
- مکرم علی سرور صاحب ابڑو حال لاڑکانہ شہر کے دل کا آپریشن خدا تعالےٰ کے فضل سے کامیاب رہا ہے۔
- مکرم نور الٰہی صاحب بھوانہ تحصیل چنیوٹ کی بچی چار ماہ سے شدید بیمار ہے۔ نیز وہ اپنے کاروبار میں برکت کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

احباب کی خدمت میں ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بازیافتہ نقدی

خاکسار کو دارالعلوم وسطی میں بیت اللطیف کے قریب سے کچھ نقدی ملی ہے۔ جس کی ہو وہ نشانی بتا کر حاصل کرلے۔

حافظ محمود احمد طاہر مکان نمبر ۶۱/۶ دارالعلوم وسطی ربوہ

نمایاں کامیابی

ہمارے حلقہ سٹلائیٹ ٹاؤن غربی راولپنڈی کے ایک مخلص دوست محمد رفیق ناصر صاحب ساکن "بیت الفضل" ۱۷۷-ڈ سیکٹر ۲ خیابانِ سرسید کے فرزند عزیزم مبشر عتیق احمد نے پرائمری سٹینڈرڈ بورڈ کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا ہے۔ وفاقی نظامت تعلیمات اسلام آباد نے اس نتیجہ کی بنیاد پر مبشر عتیق احمد صاحب کو وظیفہ کا مستحق قرار دیا ہے۔ جو تین سال تک جاری رہے گا۔ رفیق ناصر صاحب کے بڑے بیٹے مدثر شفیق احمد نے مڈل سٹینڈرڈ بورڈ میں ۶۲۳/۹۰۰ نمبر حاصل کئے ہیں انکی بیٹی وجیہہ متین نے کلاس دوم میں ۲۱۷/۲۵۰ نمبر حاصل کر کے دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ ناصر صاحب کی بڑی بچی نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے سبھی بچوں کو روشن دماغ عطا فرمائے اور ہمارے بچوں کی یہ کامیابیاں ان کی مزید دینی و دنیاوی ترقیات کا موجب ہوں۔

خواجہ عبدالغفار ڈار
صدر جماعت احمدیہ سٹلائٹ ٹاؤن
راولپنڈی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

للّٰہی وقف

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کرتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے، نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے۔ سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۲)

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

امام کے منکروں میں اعمال صالحہ کی کمی ہو جاتی ہے

قدرت ثانیہ کے مظہر اول حضرت حکیم مولینا نورالدین صاحب نے جماعت احمدیہ میں (امامت۔ ناقل) کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"(ایمان رکھنے والوں) میں سے (امام۔ ناقل) ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ ان کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کے لئے امن کی راہیں نکالدیتا ہے۔ جو اس کا منکر ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اعمال صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔ . . . . .

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے کہا حضرت صاحب نے دعویٰ تو کیا ہے مگر بڑے بڑے علماء اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ خواہ کتنے بڑے ہیں مگر فرشتوں سے بڑھ کر تو نہیں۔ اعتراض تو انہوں نے بھی کر دیا اور کہا۔ . . . . . کیا تو اسے (جانشین۔ ناقل) بناتا ہے جو بڑا فساد ڈالے اور خون ریزی کرے۔ . . . . . خدا کا انتخاب صحیح تھا۔ . . . . حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی جھگڑا ہوا۔ . . . مکہ والوں نے کہا۔ . . . . یہ دستار فضیلت کسی بڑے نمبردار کے سر پر بندھتی۔ اللہ نے اس کے رد میں ایک دلیل دی ہے۔ . . . . . ان امیروں کو امیر کس نے بنایا۔ عظماء کو عظیم کس نے کیا۔ آخر کہو گے خدا نے پس اسی طرح یہ کام بھی خدا نے اپنی مرضی و مصلحت سے کیا۔

(الفضل ۱۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

زمین قادیان کا اوئیز

مشہور دواخانہ

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

بے بی ٹانک

BABY TONIC

پیکنگ ۹۰ ٹیبلٹس: قیمت ۸/- علاوہ ڈاک خرچ

کیور ٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

فون: سیلز آفس ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹر ۶۰۷

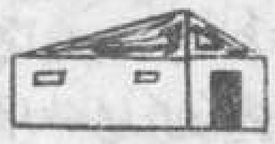

مکان برائے فروخت

ایک مکان واقع دارالیمن غربی ربوہ رقبہ ۱۰ مرلے سکول قریب، چار کمرے پختہ، ضروریات سے آراستہ فلش، پانی، بجلی موجود، قیمت دو لاکھ نیز راولپنڈی اور اسلام آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے خدمت کا موقع دیجئے۔

نصرت انٹرپرائزز کمرشل سنٹر سٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی

فون نمبر ۸۴۲۲۲۲

خبریں

فیصل آباد کے نواحی چک ۲۰۴ ریب میں ایک پرائمری سکول کا شیڈ گرنے سے چھ بچیاں اور ایک معلمہ ہلاک ہو گئیں جبکہ چار معلمات سمیت ایک سو سے زائد طالبات زخمی ہوئیں جنمیں سے اکثر کی حالت تشویشناک ہے۔

یہ حادثہ اس وقت پیش آیا جب طالبات قومی ترانہ گا رہی تھیں پرائمری سکول کا شیڈ دو روز قبل اپنی مدد آپ کے تحت گارے کی چنائی کر کے تعمیر کیا گیا تھا۔ معلومات کے مطابق گاؤں میں نیا اسکول تعمیر ہو چکا ہے مگر چار دیواری نامکمل تھی اس لئے محکمہ تعلیم نے طالبات کو پرانے سکول میں ہی تعلیم جاری رکھنے کی ہدایت کی تھی جہاں شدید گرمی اور دھوپ کے باعث بہت دقت تھی۔ چنانچہ گاؤں کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت گارے سے چار ستون بنا کر اوپر شیڈ رکھدیا جو اچانک گر گیا جس کے نتیجہ میں حادثہ پیش آیا۔

● بھارت نے ریاست جموں و کشمیر میں کنٹرول لائن کے ساتھ بھاری تعداد میں فوج متعین کر دی ہے اور خاص طور پر وادی نیلم میں کیرن کرناہ اور اوڑی کے علاوہ جموں کے علاقہ میں راجوری، نوشہرہ اور پونچھ میں حفاظتی اور دفاعی انتظامات سخت کر دیئے ہیں۔

● ایک وفاقی وزیر کے زرعی فارم کو کسی تعطل کے بغیر بجلی کی فراہمی کے لئے دیپالپور کے قصبہ حجرہ کو لوڈشیڈنگ سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔ حجرہ میں لوڈشیڈنگ بند ہونے سے دیپالپور کا علاقہ بڑی طرح متاثر ہو رہا ہے۔ جہاں ۸ گھنٹے روزانہ لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔

● پاکستان نشیات بورڈ اور دیگر ایجنسیوں نے دیگر ممالک سے بھی پاکستان سے تعلق رکھنے والے سمگلروں کے خلاف درج ہونے والے مقدمات کی تفصیلات حاصل کرنے کیلئے امریکہ، بیلجیم اور ڈنمارک کی حکومتوں سے معلومات جمع کی ہیں۔ انکی روشنی میں متعلقہ سمگلروں کے خلاف تفتیش کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔

● نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا ہے کہ اگر پاکستان حکومت سائنسی ادارے قائم کرے اور انکی خدمات حاصل کرنا چاہے تو وہ وطن واپس آنے کیلئے ہر چیز چھوڑ دیں گے۔

"دی نیشن" میں شائع ہونے والے انٹرویو میں انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے حکومت پاکستان کو چند تجاویز پیش کی تھیں، جن میں سے پہلی تجویز سائنس اور ٹیکنالوجی کیلئے زیادہ فنڈ تفویض کرنے اور زیادہ رقم خرچ کرنے کے بارے میں ہے۔ نیز پاکستان میں پانچ نئے سائنسی ادارے قائم کرنے کی تجویز بھی پیش کی گئی ہے۔ دوسری طرف متحدہ علماء کونسل نے حکومت کیخلاف باقاعدہ منظم تحریک شروع کرنے کا اعلان کیا ہے اور موجودہ وفاقی حکومت اور اسکی پالیسیوں کو اسلامی اصولوں اور تقاضوں کے منافی قرار دیا ہے۔ دیگر مطالبات کے ساتھ ساتھ علماء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایٹمی توانائی کے شعبے سے پروفیسر عبدالسلام کو الگ رکھا جائے۔

اعانت الفضل

لجنہ اماء اللہ فیصل آباد کی طرف سے اعانت الفضل میں مزید ۵۰ روپے وصول ہوئے ہیں۔ قبل ازیں انہوں نے ۱۱۱۰ روپے بھجوائے تھے۔ اس طرح اب لجنہ اماء اللہ کی جانب سے اعانت الفضل میں کل رقم ۱۱۶۰ روپے وصول ہوئی ہے۔

احباب کرام سے لجنہ اماء اللہ فیصل آباد کی ترقی و خیر کیلئے درخواست دعا ہے۔

(مینجر)

ایک ڈیزل انجن ۲۲ ہارس پاور "شاہین" ماڈل ۱۹۷۲ بعہ ٹیوب ویل مکمل برائے فروخت موجود ہے۔ حالت موقعہ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر ملیں۔

المشتہر

محمد افتخار احمد

عامر ٹریڈرز رحمت بازار ربوہ